## سوال

(435) رہن بعض علماء کے نزدیک

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کے پاس پچاس بیگھ زمین ہم کو رہن دخلی دے دو اس کی مالگذاری بھی ہم ادا کریں گے اور زمین آباد کریں گے جس سے امید ہے کہ سینکڑوں من غلہ پیدا ہوا اور نفع ہوا اور یہ بھی احتمال ہوا کہ پیداوار کم ہو مالگذاری میں اور آبادی میں جو خرچ ہوا ہے اس سے بھی کم پیدا ہوا اور نقصان ہو اس طرح روپیہ دے کر زمین رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مرقومہ میں رہن اراضی بعض علماء کے نزدیک جائز ہے ان میں سے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم بھی ہیں اور اصل قیاس ہے اس حدیث پر جس میں ذکر ہے کہ جو شخص گھوڑا یا گائے رہن رکھے وہ نفع کے بدلے میں دودھ اور سواری کا فائدہ لے سکتا ہے ، اللہ اعلم (اہلحدیث امرتسر ۱۳، ۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء ســـمہ )

### شرفیہ :-

دلیل مجوز عام کی عام نہیں خاص ہے عام کو یا غیر مخصوص کو مخصوص پر قیاس کیا گیا ہے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہے کی جو حکم خلاف قیاس ہو وہ مورولص پر منحصر رہتا ہے اس لئے وہ خلاف قیاس ہے اور بحکم باری تعالیٰ

لَاتَأْكُلُوٓاأَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ ٢٩ سورة النساء وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام الحدیث متفق علیہ ، (مشکوۃ ص ۲۳۳ ج ٦)

اصل اموال میں حرمت قطعی ہے جب اصل اموال میں حرامت ہے تو جب تک صحیح دلیل سے حلت کی تصریح نہ ہو قیاس سے خصوصاً جو حکم خلاف قیاس ہو کسی مال کے قیاس سے حلت ثابت نہ ہوگی اور دلیل مجوز انتقاع کی جو تمام اشیائے مرہونہ سے انتقاع کو جائز بتاتا ہے یہ ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم الظھر یرکب بنفقتة اذاکان موھونا ولبن الدر یشرب بنفقتة اذاکان مرھونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقة رواہ البخاری ، (مشکوۃ ص ٦۵۰ ج ۱) اور بنفقتة میں باربدل اور عوض کی ہے کہا : یدل علیہ اثر الذی رواہ البخاری فی ترجمة الباب قال باب الہن مرکوب و محلوب وقال المغیرة عن ابراہیم ترکب الضالة بقدر علفھا تحلب بقدر علفھا والہن مثلہ انتہی ، (ص ٦۴۱ ج ۱) ہطبوعہ مجتبائی دہلی

امام بخاری نے حدیث کا معنی یہ بتایا ہے کہ سواری مرکوب کی اور شراب لبن محلوب بقدر اجرت سواری وقیمت دودھ ہے اس سے زاید حرام ہے جیسے کہ اول مذکورہ سے اصل حرمت ثابت ہے اورچونکہ دونوں چیزیں ہی خلاف قیاس مخصوص ہیں لہذا ان پر کسی چیز کو قیاس کرنا جائز نہیں اور ویسے بھی یہ قیاس مع الفاروق ہے اس لئے کہ جانور مرہون بلاغذا ہلاک ہوجائے گا ،بخلاف زمین وغیرہ کے بلکہ زمین بلاجوتنے کے اور عمدہ ہوجائے گی اگر زمین جوتی بوٹی نہ جائے تو بنجر ہو کر کلر ہوجانے کا خطرہ یقینی ہے جیساکہ زراعت کرنے والوں پر مخفی نہیں اگر راہن مرتہن سے ۱۰، ۲۰ سال تک بھی زمین واپس نہ لے سکا اور مرتہن نے اس کو یوں ہی پڑے رہنے دیا تو وہ یقیناً خراب ہو سکتی ہے لہذا اوراشیاء کا اس پر قیاس مع الفاروق ہے جو باطل ہے اگر اراضی کو ان پر قیاس بھی کیا جائے تو پھر بقدر نفقہ لیا جائے گا پس انتفاع اراضی مرہونہ باطل ہوا اور اراضی مرہونہ کے بارے میں تو کنز العمال میں احادیث بھی وارد ہیں ان میں اس امر کی یعنی حساب بقدر نفقہ کی تشریح ہے گو ان میں کچھ کلام بھی ہے مگر ہیں اولہ قطعیہ کے موافق ملاحظہ ہو فتاوی نذیریہ وَإِن تُبتُم فَلَكُم رُءوسُ أَموٰلِكُم (پ۳ع۶) سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ قرض کو مرتہن ہو یا غیر مرتہن راس المال سے زاید ایک پسہ وجہ بھی لینا حرام ہے ریا ہے اس کی تصریح ایک حدیث اور اثر سے بھی وارد ہے ،

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم قال اذا قرض فلا یا خذ ہدیۃ رواہ البخاری فی تاریخہ وعن ابی موسی قال قدمت المدینۃ ملقیت عبداللہ بن سلام فقال لی انک بارض فیھا الربا فاش فاذا کان لک علی رجل حق ناہدی الیک حمل تبن ار حمل قت فلا تا خذ نانہ ربا رواہ البخاری فی صحیحہ فی المناقب فی ترجمۃ عبداللہ بن سلام رص ۵۳۸ ج امطبوعہ مجتبائی دہلی

اور حدیث لایغلق الرہن الخ میں واقعی محدثین نے اختلاف کیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس حدیث میں محدثین اختلاف کریں ، وہ قطعاً غلط ہو یہ جب ہے کہ ایک راجح اور بالکل صحیح ہو دوسری بالکل مرحوح غیر صحیح ورنہ بعض نے تو صحیحین کی بعض روایتوں میں بھی اختلاف کیا ہے اعتراض کیا ہے مگر ان کا اعتراض یا اختلاف غلط ثابت ہوا اور حدیث محبوث یہ کی بعض محدثین ابن عبدالبر اور عبدالحق نے متصل سند سے تصحیح کی ہے اور حافظ صاحب نے صرف وار قطنی اور بیہقی کی روایت کو کہا ہے کلھا ای کل طرقہا ضعیفۃ اور اسانید کو نہیں کہا ، یہ مجیب کو مغالطہ ہوا ہے باقی رہا مدرج ہونے کا اعتراض تو اس کا جواب یہ ہے کہ اور راج کا علم چار طریق سے ہوتا ہے یدرک الادراج بورود روایۃ مفصلۃ للقدر المدرج ھما نیہ او بالتنصیص علی ذلک من الراوی او من بعض الائمۃ المطلعین او باستحالۃ کون النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم یقول ذلک کذافی شرح نخبۃ الفکر ۲۳

اور یہاں تیسری صورت ہو سکتی ہے جسکی بنا جہاد پر ہے جو قطعی نہیں اور رواۃ کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لفظ مرفوع ہے یا موقوف مدرج پس ادراج کی تقدیم ترجیح بلا مرجحے اور اصل حدیث مرفوع میں رفع ہی ہوتا ہے جب تک کہ عدم رفع صحیح دلیل سے صراحۃ ثابت نہ ہو جو یہاں ہے نہیں اور پھر یہاں روایت نہ بھی ہوتی تب بھی حدیث صحیح بخاری کا ہی مطلب حرمت کا تھا اس روایت سے اس کی شرح و تفصیل و تصریح تھی اور بس اصل مطلب خود حدیث ،بخاری کتاب اللہ ہی سے ثابت ہے بتا یے لایغلق الرہن الخ کا معنی علیہ غرمہ کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا ہے کہ جب وہ مال راہن کا ہے تو پھر نفع و نقصان کا وہی مالک ذمہ دار ہے اور یہ کتنا لغو قول ہے کہ اتصال والا بھی ارسال کی نفی کرتا ہے اور ارسال والا ارسال کا اثبات پھر تو محدثین کا یہ اصول بیان کرنا ہی غلط ہو جاتا ہے جس سے معاذ اللہ ان کی امر سے نا واقفی کی طرف اشارہ ہے یہ خبط الحواشی ہے اور دار قطنی پر تعارض کا اعتراض بھی صحیح نہیں ان کی سندیں کئی ہیں بعض کو متصل بتایا بعض کو ضعیف اور حاکم یا ترمذی کت تسائل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا بلکہ ان ہر تصحیح غلط ہو ہاں جب کوئی محدث با قاعدہ اس پر جرح کرے تو وہ قابل قبول ہے اور ابو داؤد کی اپنی کتاب میں ارسال کو ترجیح دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور کتب میں بھی ارسال ہی ہو اور مختار الصحاح میں ہے ،

ربا المثیٰ زادوا یضا فیہ اربیت اذا خذت مما اعطیت انتی

پس وہ زیادتی بلا معاوضہ ہی ہوگی اگر غیر وعلیہ غرمہ کو نظر انداز کیا جائے تو بتایئے گا ئے ، بھینس ، یا گھوڑی مرہونہ مرتہن کے پاس بچے دیں تو وہ کن کے اور اگر وہ خود ہی مرجائیں تو نقصان کس کا زاذ ہم دتدبر

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

فائدہ مرہون :۔

چیز مرہون سے فائدہ لینا مرتہن کو جائز نہیں کیونکہ یہ سود ہے اور مسلمان بھائی کا مال حرام وجہ سے کھانا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ ٢٩ سورة النساء...

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ٢٧٥ سورة البقرة وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم ان دمائکم واموالکم واعر ضکم حرام علیکم کحر متہ یومکم ہذا وبلدکم ہذا وشہر کم ہذا متفق علیہ

اگر مرتہن کھیتی کرے یا مکان کرایہ پر دیوے یا حیوان کو کھلائے تو جو کچھ خرچ کرے اس کی آمدنی سے اتنا لے لے اور باقی اس کے پاس امانت ہے یہ تو رہن کے قرض میں شمار کرے جب اسکا قرض پورا ہو جائے تو مرہون کو واپس کرے یہ وہ باقی فائدہ رہن کو دے دیوے اس کا مرتہن کو جائز نہیں اس واسطے وہ حرام اور سود ہے صحیح بخاری میں ہے،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذي یرکب ویشرب النفقۃ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا خرچ کرے اسی قدر سواری کرے اور دودھ پیئے اس حدیث کے ہی سنے صحیح بخاری میں ہیں،

قال المغیرہ عن ابراہیم ترکب الضالۃ بقدر علفہا وتحلب بقدر علفہا والرہن مثلہا اور مجمع البحار میں ہے الظہر یرکب بنفقتہ اي الدابۃ والظاہر ان المرہون لا یعطل منافعہ ینتفع بہا بالنفقۃ کمذہب احمد واسحٰق قالا ینتفع بحلب ورکوب دون غیر ہما بقدر النفقۃ واجیب فلا یمنع الرہن الراہن من الا نتفاع بالرہون ولا یسقط عنہ الانفاق انتہی

اورفاتح الباری میں بھی اسی طرح ہے بتفصیل تام مطوں کے دیکھنے والے متقی پرہیز گار کو اس سے خوب شفاء ہو جاتی ہے اور صحیح بخاری میں ہے،

عن سعید بن ابي بردۃ عن ابیہ قال اتیت المدینۃ فلقیت عبداللہ بن سلام فقال الا تجئ فاطعمک سویقا وتمرا فدخل فی بیت ثم قال انک بارض الوبا بہا فاش اذا کان لک علی رجل حق فاہدي الیک حمل تبن او حمل خیر او حمل قت فلا تاخذہ نانہ ربا انتی، (ج ا ص ۵۳۸) اور ابن ماجہ میں ہے عن یحی بن ابی اسحٰق الہنائی قال سالنا انسا الرجل منا یقرض اخاہ المال فیہدي لہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ والہ سلم اذا قرض احدکم قرضا فاہدي لہ او حملہ علی الدابۃ فلا یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جري بینہ وبینہ قبل ذلک۔

ان سب سے معلوم ہوا کہ جو کچھ خرچ کرنے کے بعد بچے وہ راہن کو دے دیوے یا اس کے قرض میں حساب کرے خواہ مکان مرہون ہو یا زمین یا باغ یا حیوان اگر راہن خود خرچ کرے تو مرتہن کو کوئی چیز یعنی جائز نہیں نہ دودھ پینا نہ سواری کرنا نہ مکان کے کرایہ کی آمدنی سے لینا اور نہ زمین کی زراعت اور باغ کے پھل سے لینا جائز ہے اس واسطے کے یہ حرام ہے اور سود ہے واللہ اعلم ، (عبدالرحمٰن عفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان مرحوم دہلی)

(۲۳ جمادی الثانی ۳۹ء سنہ)

**تعاقب :۔**

انتفاع بالمرہون کے بارے میں جمہور علماء ہر شئے مرہون میں حرمت کے قائل ہیں اور بعض علماء ظہر اور لبن الدیں جواز انتفاع اور اس کے اسوا میں مثل جمہور علماء حرمت کے قائل ہیں ۔ فتح الباری میں ہے ۔

مع قول احمد واسحٰق وطائفہ قالوا ینتفع المرتہن من الرہن بالوکوب والحلب بقدر النفقۃ ولا ینفقع بغیر ہما انتی، (ج ٦ ٦٨)

سبل اسلام میں ہے ذہب احمد واسحٰق الی العمل بظاہر الحدیث وخصوا ذلک بالوکوب والدر نقالوا ینتفع بہما بقدر قیمۃ النفقۃ ولا یقاس فیر ہما علیہا انتی۔

غرض ماسوائے ظہر دلہن الدر میں سب علماء حرمت کے قائل ہیں اور خاص ارض مرہوز کے بارے میں وہ حدیثیں بھی آچکی ہیں جن کا احصل یہ ہے کہ بعد وضع خرچ اخراجات کے باقی بچے وہ قرضہ میں محسوب ہونا چاہیے۔

یہ مانا کہ ہر دو حدیث اعلیٰ لبقہ کی نہیں ہیں اولی کی ہیں لیکن بعض علماء کے قول سے توان کی حثیت کم نہیں ہے پس اہلحدیث ۶ مارچ ۱۹۳۵ء ـــــہ کے جواب نمبر ۱۰ امیں میرے خیال میں دوراندیشی اور غور سے کام نہیں لیا گیا جو ربوا جیسے نازک معاملے میں ایسا کھلم کھلا فتوی جواز کا دے دیا گیا ہے۔

## اراضی مرہونہ کا نفع

گذارش ہے کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ ۳۵ء ـــــہ کے صحفہ نمبر ۱۰ کالم نمبر ۱ سوال نمبر ۱۰ انظر سے گذار جو کہ اراضی مرہونہ سے نفع اٹھانے کے متعلق تھا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ "زمین کی مالگذاری اگر مرتہن کے ذمے ہے تو زمین کی پیداوار حاصل کر سکتا ہے"

اس پر مولوی محمد یوسف صاحب ساکن زیرہ فیروزپور نے عدم جواز کا تعاقب فرمایا ہے جو اخبار یکم مئی ۲۵ء ـــــہ نمبر ۱۰ پر درج ہے میں اس کے متعلق تین اکابر علمائے کرام کا فتوی پیش کرتا ہوں امید ہے کہ آپ اس سے بھی شائع فرمائیں گے، مولانا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم فرماتے ہیں اراضی مرہونہ سے مرتہن کو نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ اس سے نفع لینا راہن اس وقت نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ وہ تما مالگذاری ادا کرے اور راہن اجازت دے مجزا عن النفقہ علی للہون بموجب حدیث الظہر ہر کب (الحدیث) گھوڑا و غیرہ جانور افر گرد ہوں توان کی خوراک کے عوض مرتہن ان پر سوار ہو سکتا ہے اور دودھ پی سکتا ہے یہ دونوں روایتیں مشکوۃ ہیں،

(ابو سعید محمد حسین)، (مولانا محمد صاحب دھلوی)

(مولانا اب طاہر بھادی مدرسہ احمدیہ ارہ رحال مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ان حضرات کی دلیل بھی یہی حدیث ہے مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں اگر اراضی مرہونہ پر کل اخراجات مرتہن خود کرے اور راہن کے ذمے حالت رہن میں کوئی خرچ نہ ہو تو اغلب مرتہن کو نفع بعوض اپنے نفقہ کے جائز ہوگا جمہور کا مذہب اس کے خلاف ہے مولوی ابو طاہر کے مختصر الفاظ ہیں یہ ہیں:

کلام فی الا نتفاع بالارض امر ہونۃ اذا کان المنون علیہ من نفقۃ وغیرہا مماتد عوالیہ الحاجۃ الخ

(محمد امین ازامرت ممر کٹرہ بہائی)

مولوی محمد امین صاحب نامہ نگار ہذا نے یہ تینوں فتوے قلمی مجھے دکھائے ہیں واقعی ان تینوں صاحبوں کے دستخطی ہیں، (۲۲ مئی ۲۵ء ـــــہ)

## فتوی بابت انتقاع ازمرہونہ

جناب مولانا صاحب مہربانی کر کے بغرض فائدہ عام فتوی ہذا شائع فرما دیں

**(عین الدین دلب پوری)**

شئے مرہون کے ساتھ نفع لینے میں اجازت راہن کو کچھ دخل نہیں بلکہ سود ہے مگر چند اشیاء مرہونہ سے نفع لینا جائز ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم الظهر یرکب بنفقه اذاکان مرهونا ولبن الدر یشرب بنفقه اذاکان مرهونا رواه البخاري

وغیرہ اس حدیث میں سبب نفقہ کے مرتہن کو اشیاء مرہونہ سے فائدہ درست کہا گیا ہے ان اشیائے مرہونہ کے ساتھ اور بھی بقیاس لاحق ہو سکتی ہی بعلت نفقہ اور کسب بھی مثل نفقہ ہے اگر زمین رہن رکھ کر خود آباد کی اپنے نفقہ وکسب میں جواز نکلتا ہے

قال اشوکانی فی النیل فتکون الفوائد المنصوص علیها فی الحدیث للمرتهن ویلحق غیرها من الفوائد بها بالقیاس لعدم الفارق والکسب من جملتها فلا وجه للفرق بینه وبینها فتکون کلها للمرتهن والمئون وعلیه من نفقه وغیرها ماتدعو به الحاجة المرتهن انتی

اور اگر علت نفقہ وکسب اپنا نہ ہو تو شئے مرہوں سے فائدہ لینا سود ونا جائز ہی لگان ومالگذاری مرتہن ادا کے نہ راہن ، واللہ اعلم وعلم۔ حورہ

(احمد سلمہ الصمد رمدرس مدرسہ حاجی علی جان دھلی)

حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڈھی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ یکے از مشاہیر کا پر اہلحدیث ہند کثر اللہ سولوہم

وقال فی الفتح وفیه حجة لمن قال یجوز للمرتهن الانتفاع بالرهن اذاقام بمصلحة ولم لم یاذن المالک

ہاں اگر مرتہن لگان اور مالگذاری اس زمین پر ادا نہ کرے تو البتہ سود ہو گا۔

حیریرہ طاہر البهاري عفی عنه الباري المدرس الاول فی المدرسة احمدیة الکائنة فی البدارہ (۲۴ محرم الحرام ۳۹ء سـ ـہ)

مرتہن کو اشیائے مرہونہ سے فائدہ اٹھانا لاریب جائز اور درست ہے

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء سـ ـہ میں کسی صاحب سے طرف سے یہ مضمون نکلا ہے کہ اشیائے مرہونہ کت ساتھ مرتہن کو فائدہ اٹھانا درست ہے یا نہیں ؟ جواباً گذارش ہے کہ جائز ودرست ہے،

اخرج البخاري بلغظ الظهر یرکب بنفقته اذاکان مرهونا ولبن الدر یشرب بنفقه واخرجه ابن مانة عن ابی هریرة مرهونا وابوداؤد عنه لبن ادلد یحلب بنفقته اذاکان مرهونا والظهر یرکب بنفقته اذاکان مرهانا وعلی الذي یحلب ویرکب النفقة قال ابوداؤد وهو عندنا صحیح انتی واخرج الترمذي عنه مرفوعا الظهر یرکب اذاکان مرهانا ولبن الدریشرب اذاکان مرهونا وعلی الذي یرکب ویشرب نفقته قال الترمذي هذا حدیث حسن صحیح واخراج الحاکم والدارقطنی من حدیث ابی هریرة مرفوعاً الرهن مرکوب ومحلوب۔

خلاصہ ان تمام روایات کا یہ ہے کہ اشیاء مرہونا سے فائدہ اٹھانا جائز ہے مگر بعض عالم یرکب ویشرب کا فاعل راہن کو بتاتے ہیں اور بعض مرتہن کو فریق ثانی کا قول حق ہے اس لئے کے بعض روایات میں لفظ مرتہن آچکا ہے چناچہ وہ روایت ہے،

حدثنا احمد بن داؤد حدثنا اسمٰعیل بن ابراهیم المصاتع حدثنا هشیم عن زکریا عن اشبی عن ابی هریرة مرفوعاً اذاکانت الدارنة مرهونة نعلی امرتهن علفها ولبن الدریشرب وعلی الذي یشرب نفقها

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرتہن یرکب ویشرب کا فاعل ہے باقی جو احادیث میں مرتہن کو اشیاء مرہونا کے ساتھ اور کسی قسم کی شرط جو جر منفعت میں ہو اس سے روکا گیا ہے جیسا کہ صاحب سبل السلام وغیرہ نے کہا ہے صاحب اعلام الموقین نے اس بحث کو بسط کے ساتھ لکھا ہے،

(عبدالستار گلانوری، نزیل دہلی)، (۸ذی قعدہ ۳۶ھ سنہ)

## کیا اشیائے مرہونہ سے مرتہن کو نفع لینا جائز ہے

اس مضمون پر اہلحدیث میں علماء نے خامہ فرسائی کی ہے مولوی عبدالستار صاحب و مولوی عبدالجبار صاحب جواز کے قائل ہیں اور مولوی عبدالوہاب صاحب عدم جواز کے قائل ہیں ناچیز کچھ تفصیل سے دونوں حضرات کے دلائل بیان کرکے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے مولوی عبدالوہاب صاحب یا وہ حضرت جو عدم جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ روایت ہے لایفلق الرہن من راہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرصہ ابن حبان

مولوی عبدالجبار صاحب کا یہ فرمانا کہ روایت ایسی کتابوں کی ہے جن میں سب قسم کی حدیثیں ضعیف، موضوع، مقلوب، منطقع، مرسل بھری ہوئی ہے میرے خیال میں یہ الفاظ مناسب نہیں کیونکہ وہ علاوہ صحیحین، سنن اربع میں بھی ضعیف، مقلوب، منقطع، مرسل سے لازم آتا ہے سکہ سنن اربع کی روایت ناقابل قبول ہیں اہل بن سے لازمی ہے کہ وہ کسی طبقہ کی کتاب کیوں نہ ہو سب کی روایات پر غور کریں ان کی روایت دیکھیں علمائے محدثین کے کلام پر غور کریں کہ انہوں نے کیا خیال فرمایا ہے بہت ممکن ہے کہ ایسی کتابوں میں صحیح روایات اکثر موجود ہوں اور جب کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ علامہ ابن جوزی، حافظ ذہبی ایسے حضرات سے اکثر ایسی موضوع اور ضعیف روایتوں کی تخریج فرمادی ہے اس لئے ان کی کتب سے ایسی کتابوں،

(ے ا۔ حضرت العلام مولانا عبدالوہاب صاحب آروی کا مضمون بہ سرخی اشیا کے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ سود ہے ۳ستمبر ۱۹۱۸ء سنہ صفحہ نمبر۵ اخبار اہلحدیث امرتسر میں ہے اس کا جواب حضرت العلام مولانا عبدالجبار صاحب کنڈیلوی کے قلم سے یہ سرخی "اشیاء مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے سود نہیں" ۱اکتوبر ۱۹۱۸ء سنہ کے اہلحدیث نمبر۹ پر شائع ہوا ہے پھر اس کا جواب مولانا آروی صاحب نے ۶دسمبر ۱۸ء سنہ کے اہلحدیث نمبر۷ پر شائع کر دیا ہے فریقین کے مضامین نہایت قیمتی معلومات سے پر ہیں ان ہی کی طرف جناب مولانا خالد صاحب بھوپالی نے اشارہ فرمایا ہے افسوس کہ فتاوی کی محدود ضمانت کے پیش نظر ہم ان علمی مقالات کو مکمل طور پر شائع نہ کرسکے شائقین مذکورہ بالا پرچہ جات میں ان تفصیلی مقامات کو ملاحظہ فرماسکتے ہیں، (مولف))

کے رواۃ کے حالات معلوم ہوسکتے ہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث متذکرہ بالا کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

لایفلق الرہن من راہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ واہ ابن حبان فی صحیحہ الدارقطنی راا الحکم والبیہقی من طریق زباد بن سعد عن ازہري عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لایفلق الرہن لہ غنمہ وعلیہ غرمہ واخرجہ ابن ماجۃ من طریق اسحاق بن راشد عن الزہري عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ مرفوعا واخرجہ الحاکم من طرق الزہري موصولہ ایضا ورواہ الادیزاعی ویونس وابن ابی ذئب عن الزہري عن سعید مرسلا وراواہ المشافعی عن ابن ابی فدیک وابن ابی شیعبۃ عن وکیع وعبدالرزاق عن المشوري کلھم من ابن ابی ذئب کذلک ولفظہ لایغلق الرہن من صاحبہ الذي رہنہ لہ غنہ وعلیہ غرہہ قال اشافعی غنہ بزیادۃ دینہ دغرمہ ہلاکہ وصحح ابوداوٗدالبزاروالدارقطني وابن المقطان ارسالہ ولہ طرق فی الدارقطنی والبیہقی کلہا ضیفۃ وصحح ابن عبدالبر دعبدالحق وصلہ، (تلخیص الجبیر نمبر ۶۴۲)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابن خرم ایک روایت اور نقل فرمائی ہے جو یہ ہے

وروي ابن خرم من طریق تاسم بن اصبغ نا محمد بن ابراہیم نا یحی بن ابی طالب الانطاکی وغیرہ من اہل الثقۃ نا نصر بن عاصم الانطاکی نا شہابۃ عن ورقاء عن ابی ذئب عن الذہري عن سعید بن المسیب وابی ینۃ بن عبدالحمن عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلی اللہ علیہ والہ سلم لایغلق الرہن الخ قال ابن خرم ہذا استاد حسن قلت اخرجہ الدارقطنی من طریق عبداللہ بن نصر الاصم الانطاکی عن شہابۃ بہ وصحہا عبدالحق وعبداللہ بن عاصم تصحیف وانما ہو عبد بن نصر الاصم سقط عبداللہ وصرف الاصم المعاصم، (تلخیص الجبیر نمبر ۶۴۲)

غرض اس روایت کا مدار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ پر ہے اور کسی صحابی سے روایت معلوم نہیں ہوتی اور اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کے اکثر طرق ضعیف ہیں اور

ساتھ ہی مرسل بھی ہے البتہ اگر اور طریقوں سے بصحت مروی ہوتی اور اس کے خلاف کوئی اصح روایت نہ ہوتی تو ضرور قابل عمل ہو سکتی تھی لیکن اس کے مخالف صحیح روایت موجود ہے

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم انہ کان یقول الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا و علی الذي یرکب ویضرب النفقۃ

(نیل الاوطار ص ۱۰۲ بحوالہ ترمذي ابن ماجہ ابوداوَد)

پہلا مذہب امام ابوحنفیہ، امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اور دوسرا مذہب امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے امام احمد کے موافق ایک اور حدیث بھی ہے،

اذا کان الدابۃ مرہونۃ نعلی امرتہن علفہا ولبن الدر یشرب و علی الذي یشرب نفقتہ رواہ احمد

اس روایت کے متعلق علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

الحدیث لہ الفاظ منہا ماذکرہ المصنف رمنہا بلفظ الرہن مرکوب و محلوب رواہ الدارقطني والحکم و صیحہ من طریق الاعمش عن صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعاً قال الحاکم لم یخرجاہ لان سفیان وغیرہ وقفوا علی الاعش وقد ذکر الدارقطني الاختلاف فیہ علی الاعش وغیرہ درجح الموقوف وبہ خرم الترمذي وقال ابن ابی حاتم قال ابی رفعہ یعنی ابا معاویۃ مرۃ ثم ترک الرفع بعد ورجح ا بیہقی ایضا الواقف رنیل الاوطار ص ۱۰۳ )

غرض اس پر اتفاق ہے کہ جس میں لفظ مرتہن کی زیادتی ہے وہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں علامہ شوکانی نے اس قول کی تائید میں ایک حوالہ حماد بن سلمہ کی روایت کا اور دیا ہے

دیویدہ ماوقع عنہ حماد بن سلمۃ فی جامعہ اذا ارتہن شاۃ شرب المرتہن من لبنہا بقدر علفہا فان استفضل من اللبن بعد ثمن العلف فہو ربا نفیہ دلیل علی انہ یجوز للمرتہن الا نتفاع بالرہن رنیل الاوطار نمبر ۱۰۲ )

لیکن اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتہن بقدر مصارف نفع اٹھا سکتا ہے مگر یہ روایت حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ و علامہ شوکانی رحمۃ اللہ نے استشہاداپش کی ہے اور اس میں کہیں نفظ مرفوعاًنہیں قطع نظر اس کے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد بن سلمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ احترام کیا ہے اور امام مسلم نے بطور شواہد ان کی روایت لی ہے حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ :-

ترکب الضالۃ بقدر علفہا تحلب و تحلب بقدر علفہا وہذہ الاثر وصلہ سعید بن منصور عن شیم عن مغیرۃ نہ

"یعنی جیسا کہ امام بخاری نے فرمایا! وقال مغیرہ عن ابراہیم النخعی "تو مغیرہ تک سعید بن منصور نے وصل کیا ہے اور اسی روایت کی حماد بن سلمہ نے توضیح کی ہے،

حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث مرفوع الظہر یرکب کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں،

وفیہ حجۃ لمن قال یجوز للمرتہن الانتفاع بالرہن اذا قام بمصلحۃ ولو لم یاذن بہ المالک وہو قول احمد واسحاق و طائفۃ قالوا ینفع المرتہن من الرہن بالرکوب والحلب بقدر النفقۃ ولا تنتفع بغیر ہما للفہوم

(فتح الباري نمبر ۱۰۱)

اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے کسی صحیح روایت میں انتفاع کو محدود نہیں فرمایا اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے علاوہ سواری دودھ کے جانوروں کے انتفاع کو ناجائز قرار دیا ہو بلکہ یہ حکم عام ہے اور مرتہن کو اختیار رہے کہ وہ جس قدر چاہئے اس سے نفع اٹھائے اور ہر شئے مرہونہ سے وہ متمتع ہو سکتا ہے علامہ وقت شاہ ولی اللہ صاحب

رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ پر نئی روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں :۔

میرے نزدیک ان دونوں حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے اوراس کا سبب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں حکم عام ہے مگر جس وقت راہن کو شئے مرہونہ کت تلف یا ہلاک کا خوف ہو اور مرتہن اس کا خرچ اٹھائے تو ایسی صورت میں لوگ جس قدر انصاف کردیں اس لئے سے مرتہن نفع اٹھا سکتا ہے گو حضرت شاہ صاحبنے دونوں روایتوں میں تطبیق دینے کی کوشش فرمائی ہے مگر پھر بھی اغراض متذکرہ بالا کا جواب نہیں ہوسکتا چناچہ علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

امثال الرابع والسبعون وردالسنۃ الثابتہ الصحیحۃ بجواز رکوب المرتہن الدرابۃ امرہونۃ وشربۃ لبنہا بنفقۃ علیہا کما روي البخاري فی صحیحہ ثنا محمد بن مقاتل انا عبداللہ انا زکویا عن الشعبی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم الرہن یرکب بنفقۃ اذا کان مرہونا ولبن الدریشرب بنفقۃ ولہذا الحکم من احسن الاحکام واعدلہا ولا اصلح للراہن منہ وماعداہ نفائدتہ ظاہر فان الراہن قدیغیب و تیعدر علی المرتہن مطالبتہ بالنفقۃ التی تحفظ الرہن ویشق الرہن ویشق علیہ او یتعذر رفعہ الی الحاکم واثبات الرہن واثبات غیبۃ الراہن واثبات ان قدر نفقۃ علیہ ہی قدر حلبہ ورکوبہ وطلبہ منہ الحاکم لہ بذلک وفی ہذا من العسر والجہد والمشقۃ ما نیافی الحنیفۃ المسحۃ فشرع الشارع الحکیم اقیم بمصالح العباد للمرتہن ان یشرب لبن الرہن ویرکب ظہرہ وعلیہ نفقۃ وہذا محض القیاس وہو یخرج علی اصلین احدہما انہ اذا نفق علی الرہن صارت النفقۃ دینا علی الراہن لانہ واجب الاداء علیہ و یتعر علیہ الاشہاد علی ذلک کل وقت واستیذان الحاکم فجوزلہ الشارع استیفاء دینہ من ظہر الرہن ودرہ راعلام الموقعین نمبر ۱۰ ج ۶)

علامہ موصوف نے اس بحث کو نہایت وضاحت سے تحریر فرمادیا، تحریر بالا سے تین مذاہب معلوم ہوتے ہیں ایک مذہب امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ وغیرہ کا کہ انتفاع ناجائز ہے، ایک مذہب امام احمد رحمۃ اللہ وغیرہ کا کہ شئے مرہونہ پر جتنا خرچ کیا ہو اسی قدر انتفاع جائز ہے تیسرا مذہب جو ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انتفاع شئے مرہونہ سے جائز ہے اوراس میں یہ شرط فضول ہے کہ جس قدر خرچ کرے اتنا ہی لے کیونکہ انتفاع کے معنی نطع حاصل کرنا ہے جب مرتہن نے اس پر صرف کیا تو اول تو اس کو اس کا حساب کتاب کرنا دشوار ہے دوسرے وہ اس کی حفاظت بھی کے گا تیسرے اگر وہ اسی قدر شئے مرہونہ سے وصول کرے جس قدر اس نے صرف کیا ہے تو یہ انتفاع کہاں ہوا یہ خواہ مخواہ کی دوسری ہے پس بقول امام ابن القیم و حضرت سید اسمٰعیل امیر یمانی وغیرہ علیہم الرحمۃ شئے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے اور جب ان دو کا ثبوت بروا قت صحیح ثابت ہے تو اور چیزوں کا بھی اس پر قیاس کرلینا چاہیے ناچیز کی تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے اور علماء اس پر روشنی ڈالیں گے ممکن ہے کہ انشاء اللہ مفصل اس مسئلہ پر لکھنے کی مجھے ضرورت ہو۔

---

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

**جلد 2 ص 409**

محدث فتویٰ